باب (1)

بلوچستان: آزاد ریاست سے
جبری الحاق تک

(لیکچر......یکم ستمبر 2018ء)

ابتدائی کلمات

اَعُوذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیطَانِ الرَّجِیم

بِسمِ اللّٰہِ الرَّحمٰنِ الرَّحِیم

واجب الاحترام بزرگوں ،میری ماؤں ،میری بہنوں ،تحریکی ساتھیوں سب کو السلام علیکم ......اوورسیز میں رہنے والے ساتھیوں کو السلام علیکم

آج یکم ستمبر 2018ء کی تاریخ ہے اور آج میں تمام لوگوں کے علم میں یہ بات لانا چاہتا ہوں اور لا بھی چکا ہوں کہ آج میرا خطاب خصوصاً غیور، بہادر، جیالے بلوچوں کے نام ہوگا۔

میرے بلوچ محترم بزرگوں، میری بلوچ ماؤں، میری بلوچ بہادر بہنوں بیٹیوں...... میرے بلوچ غیور کا مریڈ بہادر جوانوں ، خصوصاً Millennials ......12 سال سے 25 سال...... 30 سال تک کے جوانوں ...... بزرگوں سے معذرت چاہتا ہوں کہ میرے مخاطب آج وہ ہیں جن کو بلوچستان یا بلوچ عوام کی تاریخ معلوم نہیں ہے ......وہ اتنا جانتے ہیں کہ پاکستان کی ظالم وسفاک، جابر فوج اور اس سے منسلک اداروں نے بلوچستان پر بندوق کے زور پر قبضہ کر کے اسے مقبوضہ علاقہ بنا رکھا ہے۔لہٰذا اگر جو بزرگ بلوچ دانشور ہیں......تعلیم یافتہ ہیں...... پڑھے لکھے افراد ہیں ان کو تو معلوم ہے لیکن جنہیں نہیں معلوم انہیں اور ان کے طفیل ان بلوچ Millennials کو اور ملک کے تمام Millennials کو بھی بلوچوں کے بارے میں معلوم ہو جائے گا۔

سچ ......صرف سچ

آج جو میں خطاب کرنے جا رہا ہوں اسے آپ خطاب نہیں لیکچر کہہ سکتے ہیں ...... علمی لیکچر بمعہ ثبوت وشواہد......آج کے اس لیکچر کے بعد پاکستانی فوج کے تمام محب وطن جرنیل...... ذرا نوٹ کیجئے ، جومحب وطن ایماندار جرنیل ہیں ...... افسران ہیں ...... نان کمیشن افسران ہیں......لانس نائیک ہیں ......نائیک ہیں ...... حوالدار ہیں ......نائب صوبیدار ہیں ......صوبیدار ہیں......صوبیدار میجر ہیں......سپاہی ہیں......جن کو وطن سے محبت ہے ان کو یہ سوچنا ہوگا آیا انہیں پاکستان کو بچانا ہے یا جیسے کرپٹ جرنیلوں نے 1971ء میں پاکستان توڑ دیا تھا اسی طرح باقی ماندہ پاکستان کو توڑنا ہے......آج فیصلہ کرنا ہوگا فوج کے محب وطن جرنیلوں کو......ایماندار جرنیلوں کو......ایماندار فوجیوں کو...... دنیا فانی ہے......انسان فانی ہے......''ہر نفس کو موت کا مزا چکھنا ہے''۔میں آج آپ کو بتا رہا ہوں کچھ پتہ نہیں کب میری آخری سانسیں لکھی ہوں لیکن جب تک سانسیں ہیں تو میں بتا تار ہوں گا......جب تک سانسیں ہیں......میں صرف سچ ......سچ......سچ......اور سچ ہی بتاؤں گا اور سچ کے علاوہ اور کچھ نہیں بتاؤں گا......ڈر صرف اللہ کا ہے...... اور کسی کا ڈر نہیں ہے۔اب بہت سے تعصب پسند لوگ، جن کے ذہنوں پر دوسری قوموں کو غلام بنانے کا گھمنڈ حاوی ہے، وہ کہتے ہیں کہ اگر بہادر کے بچے ہو تو پاکستان کیوں نہیں آجاتے۔ میں نے سنت نبوی سرکار دو عالم ﷺ پر عمل کرتے ہوئے ہجرت کی اور میں آہستہ آہستہ تنکا تنکا جمع کر رہا ہوں اور اگر میری زندگی رہی تو انشاء اللہ یقینا ایک دن وہ آئے گا جس دن فتح مکہ بھی ہوگی۔

اگر بہادری اسی کو کہتے ہیں چاروں طرف دشمن سنگینیں تانے کھڑے ہوں ...... تلواریں نکلی ہوں ......اس کے سامنے خالی ہاتھ چلے جاؤ...... اگر ایسا ہوتا تو حضور اکرم ؐ رات کی تاریکی میں مکہ سے ہجرت نہیں کرتے اور کھلے عام لوگوں کے سامنے ......ننگی تلواروں کے سامنے آتے اور کہتے کہ آؤ کون ہے......نہیں ...... یہ حضور اکرمؐ تو کر سکتے تھے کیونکہ وہ اللہ کے نبی تھے لیکن سرکار دو عالمؐ نے ہر وہ عمل جو دوسروں کو درس کے طور پر دیا ہے وہ اس لئے دیا ہے کہ حضور اکرمؐ کے بعد کوئی دوسرا نبی آنے والا نہیں ہے......رسول اللہ تو معجزہ دکھا سکتے تھے...... دشمنوں کی تلواریں مٹی کی تلواریں بن سکتی تھیں لیکن رسول اللہ کے ماننے والے تو نعوذ باللہ ...... استغفر اللہ نبی تو کجا ان کے پیروں کی خاک تک بھی نہیں پہنچ سکتے ...... نبیؐ نے بتایا کہ جب ایسے حالات ہوں تو پہلے تیاری کرو ...... اللہ کی قسم کل تیاری ہو جائے اور اگر میں دوسری فلائٹ سے پاکستان نہ آؤں اپنے ساتھیوں کے ہمراہ تو پھر کہہ دینا کہ ڈرپوک ہے...... بزدل ہے...... میرے لوگ تو ٹرینڈ بھی نہیں ......فوج کے لوگ تو ٹرینڈ بھی ہوتے ہیں ......فوج تنخواہ بھی لیتی ہے...... میرے لوگ تو تنخواہ بھی نہیں لیتے ...... مفت میں جائیں گے...... جذبے کے ساتھ جائیں گے...... نظریاتی جذبے کے ساتھ......قوت ایمانی کے ساتھ......سرفروشی کی تمنا لئے جائیں گے۔

ایماندار فوجیوں کو پیغام

اے ایماندار فوجیو...... جرنیلو...... نان کمیشن افسران ...... سپاہیو! ایسی ایمانداری سے کیا فائدہ کہ تم اپنے سامنے جرنیلوں کو ارب پتی ...... کھرب پتی بنتے ہوئے دیکھ رہے ہو

...... اربوں، کھربوں کی ملکیت کے ساز و سامان کے ساتھ آتے جاتے دیکھ رہے ہو ......ان کی آل اولاد کے عیش وعشرت دیکھ رہے ہو......ان کی بیگمات کے بھی ٹھاٹ باٹ دیکھ رہے ہو...... یہ فوج کیا اس لئے بنی تھی کہ عیش وعشرت کئے جائیں گے؟...... دنیا کے کسی ملک کا جنرل ...... کسی ملک کا چیف آف آرمی اسٹاف اتنا امیر نہیں ہوتا جتنا پاکستانی فوج کا جنرل اور پاکستان کا چیف آف آرمی اسٹاف ہوتا ہے...... یہ میں چیلنج دے رہا ہوں کہ پوری دنیا کے کسی بھی جمہوری ملک میں جرنیلوں کے......کمانڈروں کے یہ عیش وعشرت نہیں ہوتے۔ ہاں جہاں ڈکٹیٹر شپ ہے جیسے پاکستان میں ڈکٹیٹر شپ ہے......فوجی کریسی ہے ...... اسٹریٹوکریسی (Stratocracy) ہے ...... فوجستان ہے......اس میں تو فوج بادشاہ ہے ...... وہ جو چاہے کرے۔ میں فوج کے نچلے افسروں اور جوانوں سے کہتا ہوں کہ کب تک آپ یہ دیکھتے رہیں گے؟......آیئے ملک کو ان کرپٹ جرنیلوں سے بچایئے ......اس وقت ملک میں احتساب کا قومی ادارہ نیب (NAB) صرف سویلین کیلئے......لوئر کورٹ سویلین کیلئے ......سیشن کورٹ سویلین کیلئے ......فلاں ہائی کورٹ سویلین کیلئے...... سپریم کورٹ سویلین کے لئے ......جبکہ فوجی جرنیلوں سے کوئی باز پرس نہیں کرسکتا......اور اربوں کھربوں روپے جو فوجی جنرل کرپشن کے ذریعے بناتے ہیں اس کا آڈٹ بھی نہیں ہوسکتا ......فوجی کہتے ہیں ہم خود آڈٹ کریں گے، ہماری اپنی کورٹ ہے ......فوج کا اپنا قانون ہے...... کیوں؟ کیا فوج کا الگ ملک ہے؟......کیا تم خود ثابت کر رہے ہو کہ فوج کی عدالتیں الگ ہونگی ؟ ......کیوں عدالتیں الگ ہونگی؟...... یہ فوج کا پاکستان ہے یا پاکستان کی فوج ہے؟

جرنیلو! آپ کو سوچ لینا چاہیے کہ آپ کو پاکستان کا جھنڈا سربلند کرنا ہے یا سرنگوں

کرنا ہے؟......قدموں میں ڈالنا ہے جیسا کہ 1971ء میں کرپٹ جرنیلوں نے انڈین فوج کے جنرل اروڑا سنگھ اوراس کی فوج کے افسران اور سپاہیوں کے پیروں تلے ڈال کر ناچ گانے گائے تھے...... ان کے ساتھ شرابیں پی تھیں۔ یا درکھیئے آدھا پاکستان گیا تو جھنڈا انچ بھی گیا، یہ پاکستان گیا تو جھنڈا ہمیشہ ہمیشہ کے لئے چلا جائے گا۔آج ملک میں صورتحال یہ بنادی گئی ہے کہ بلوچ غدار...... پٹھان غدار......سندھی غدار......مہاجر غدار ...... سرائیکی غدار ...... گلگتی غدار......، بلتستانی غدار ...... ہزارے وال غدار...... فلاں غدار......اوردیگرتمام مذاہب کےلوگ غدار

میں توایماندار اور سچے محب وطن جرنیلوں سے کہتا ہوں کہ خدارا کرپٹ جرنیلوں سے پاکستان کو بچالو ورنہ خدا کی قسم یہ باقی ماندہ پاکستان کوبھی دنیا کے نقشہ سے مٹا دیں گے۔ الطاف حسین ایسے ہی نہیں کہتا۔ میں فقیر آدمی ہوں۔سابق آرمی چیف جنرل آصف نواز نے خدائی دعویٰ کرتے ہوئے کہا تھا کہ الطاف حسین کا چیپٹر کلوز ہوگیا۔اللہ تعالیٰ نے اسکا چیپٹر کلوز کردیا اورجنہوں نے آج میرے گھرنائن زیرو پرتالے ڈالے ہیں ان سب کے گھروں پربھی تالے پڑیں گے۔جن ظالم وجابرفوجیوں نے بلوچوں......پختونوں...... سندھیوں......اورمہاجروں پرظلم کیا ہے، قدرت ان سے ایک ایک ظلم کا حساب لے گی۔ میں تونہیں لے سکتا، ہاں اگرہم سب مظلوم مل جائیں توسب مل کرضرور لے سکتے ہیں۔

مظلوم قوموں کا اتحاد

میں تمام مظلوموں سے کہتا ہوں آپ مظلوموں کا ایک اتحاد بنالیں، قائدآپ کسی

کو بھی بنالیں ، اللہ کی قسم مجھے قائد بننے کا شوق نہیں ، میں کارکن کی طرح کام کرلوں گا ۔ آپ دیکھ لیں کہ الطاف حسین کو جدوجہد کرتے ہوئے کم از کم چالیس سال ہوگئے ہیں ، میں نے وزارتوں پہ لات ماردی ......کوٹھیوں پر...... بنگلوں پر...... ہر چیز پر لات ماردی لیکن اپنے نظریے کا سودانہیں کیا ......اپنے نظریے کو نہیں بیچا ...... پورا خاندان تباہ کر وادیا...... بھائی شہید ہوگیا......بھتیجا شہید ہوگیا......خاندان دربدر ہوگیا لیکن الطاف حسین نے اپنے ظرف وضمیر کا سودانہیں کیا ......مخالفین میرے متعلق جھوٹا پروپیگنڈہ کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ الطاف حسین مارشل لاء کی پیداوار ہے ۔سچائی یہ ہے کہ جنرل ضیاء الحق کے مارشل لا دور میں اگر سب سے پہلے کسی طالب علم کو فوجی عدالت سے سزا ہوئی ہے تو وہ الطاف حسین ہے ۔ 2 اکتوبر 1979 کو جنرل ضیاء الحق کی سمری ملٹری کورٹ سے الطاف حسین کو ایک جھوٹے مقدمہ میں 9 مہینے قید اور پانچ کوڑے کی سزا ہوئی تھی ۔ واحد الطاف حسین ہے جو فوج کی پیداوار نہیں ہے ۔ مجھے پاکستان کے عوام کی خدمت کے لئے اگر فوج کا دوست بننا ہے تو بھی بغیر لالچ کے پرخلوص دوست بننا ہے ، پیسے کے عوض نہیں ...... میں نے ماضی میں بھی اپنے اصولوں اور ضمیر کا سودا کرنے سے انکار کردیا تھا اور آج بھی میں بکنے کے لئے تیار نہیں ...... دنیا کی ایسی کوئی دولت ابھی تک بنی نہیں جو میرے ضمیر کی قیمت لگا سکے ۔

بلوچستان کا محل وقوع

اس سے پہلے کہ میں بلوچستان کے بارے میں مزید باتیں کروں میں آپ سے

کہوں گا کہ ذرا بلوچستان کا نقشہ دیکھیں۔ میں آپ کو بتا تا ہوں کہ بلوچستان رقبہ کے لحاظ سے تینوں صوبوں سے بڑا ہے۔ ملک کے کسی بھی صوبہ بشمول صوبہ پنجاب کا رقبہ بھی بلوچستان کے برابر نہیں ہے۔ رقبہ کے لحاظ سے صوبہ بلوچستان پاکستان کا سب سے بڑا صوبہ ہے۔اس کا رقبہ تین لاکھ 47 ہزار 190 اسکوائر کلومیٹر ہے جو کہ پاکستان کے کل رقبہ کا 44 فیصد بنتا ہے۔ بلوچستان کی آبادی حاضر معلومات کے مطابق 13 ملین کے قریب ہے۔ کچھ کہتے ہیں ساڑھے 12 ملین ہے۔ بہر حال لگ بھگ اتنی ہی ہوگی۔ بلوچستان کے اگر شمال میں جائیں تو شمال مشرقی بارڈر صوبہ پنجاب اور خیبر پختونخوا سے ملے گا۔ جنوب مشرقی علاقے کی طرف جائیں تو صوبہ سندھ...... بلوچستان کے جنوب میں بحیرہ عرب ہے اور مغرب میں ایران ہے...... جبکہ شمال مغربی علاقے میں افغانستان ہے۔ یوں تو بلوچستان کی آبادی کے بارے میں کبھی کوئی کہتا ہے ایک کروڑ ہے......لیکن اگر تخمینہ لگایا جائے تو کسی بھی طریقے سے بلوچوں کی آبادی بشمول پنجاب صوبہ سندھ صوبہ خیبر پختونخواہ تمام علاقوں میں ملا کر تین کروڑ سے تو کسی بھی قیمت میں کم نہیں ہوگی بلکہ زیادہ ہی ہوگی...... بلوچستان میں 32 ڈسٹرکٹ ہیں...... 6 ڈویژن ہیں...... 137 تحصیلیں ہیں۔

برٹش راج کا بلوچستان

مختصراً ہم تاریخ کا جائزہ لیں تو ہم دیکھیں گے کہ پندرہویں صدی میں میر چاکر خان رند بلوچوں کے پہلے سردار بنے۔ برطانیہ نے جب برصغیر پر قبضہ کیا اور برٹش راج جب قائم ہوگیا تو برطانوی سلطنت کے تحت بلوچستان کے علاقے مکران، خاران، لسبیلہ اور

قلات کے علاقوں کو پرنسلے (Princely) اسٹیٹ کا درجہ دیا گیا۔ مثلاً جہاں بادشاہوں کی حکومت تھی ...... 1875ء میں سلطنت برطانیہ اور بلوچ قبائل کے درمیان ایک معاہدہ طے پایا جس کے تحت مکران، خاران، لسبیلہ اور قلات کو برطانوی تحفظ میں یعنی برطانیہ کی جو حکومت ہے اس میں آزاد ریاست کا درجہ دیا گیا۔ یہ معاہدہ طے ہوا کہ یہ علاقے آزاد اور خودمختار ہونگے اور اپنے معاملات خود چلائیں گے۔ جب سلطنت برطانیہ کی جانب سے ہندوستان کے اختیار کی منتقلی کا معاملہ آیا تو اس وقت بھی بلوچستان ہندوستان کا کوئی صوبہ نہیں تھا بلکہ وہ ایک الگ ریاست تھی ...... اس کی ایک جداگانہ حیثیت تھی۔ اس حوالے سے امریکہ کے ممتاز اخبار نیویارک ٹائمز کا تراشہ دیکھا جاسکتا۔

1893ء میں انگریزوں نے ایک لکیر کھینچ کر بلوچستان کو تقسیم کیا اور اسے ڈیورنڈ لائن کا نام دیا۔ اگر اس لائن کو ختم کردیں تو نہ تو پاکستان ...... پاکستان رہے گا نہ افغانستان ...... افغانستان رہے گا بلکہ سب ایک ہی ہونگے۔ اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ جب بلوچستان ہندوستان کا حصہ نہیں تھا تو وہ پاکستان میں کیسے آیا؟

قلات......ایک آزاد اور خودمختار ریاست

قیام پاکستان سے قبل سلطنت برطانیہ کی جانب سے مقرر کردہ نمائندے کی زیرصدارت خان آف قلات میراحمد یارخان احمدزئی اور قائداعظم محمد علی جناح کے درمیان ہونے والے متعدد اجلاس ہوئے۔ان اجلاسوں میں سلطنت برطانیہ سے آزادی کے بعد برٹش بلوچستان کی حیثیت کے بارے میں تفصیلی مذاکرات ہوئے۔ ان تفصیلی مذاکرات کے بعد 4 اگست 1947ء کو وائسرائے ہاؤس دہلی سے ایک پانچ نکاتی اعلامیہ جاری کیا گیا جس میں کہا گیا تھا،

(1) برطانوی حکومت کے ساتھ معاہدے کے نتیجے میں حکومت پاکستان، قلات کو ایک آزاد خودمختار ریاست تسلیم کرتی ہے، جس کی حیثیت انڈیا سے مختلف ہے۔

(2) برطانوی حکومت اور قلات کے درمیان ہونے والے لیز معاہدے کو حکومت پاکستان اپنائے گی یا نہیں، اس حوالے سے قانونی رائے لی جائے گی۔

(3) جب یہ رائے موصول ہو جائے گی تو پاکستان کے نمائندوں اور خان آف قلات کے درمیان کراچی میں مزید ملاقاتیں ہوں گی۔

(4) اس دوران حالات کو جوں کا توں رکھنے کے لئے قلات اور پاکستان کے درمیان معاہدہ طے پایا گیا۔

(5) دفاع، خارجہ امور اور مواصلات کے متعلق فیصلوں تک پہنچنے کے لئے پاکستان اور قلات کے درمیان جلد کراچی میں بات چیت ہوگی

تقسیم ہند کے فارمولے کے تحت تمام پر نسلے اسٹیٹ کو تین آپشنز دیے گئے تھے۔ پہلا یہ کہ وہ پاکستان کے ساتھ الحاق کرلیں ، دوسرا یہ کہ وہ ہندوستان کے ساتھ رہیں اور تیسرا یہ کہ وہ آزاد اور خودمختار ریاست کی حیثیت سے آزاد رہیں۔ چنانچہ تقسیم ہند کے اس فارمولے کے تحت خان آف قلات نے 15 اگست 1947ء کو خان آف قلات میر احمد یار خان نے ایک عوامی تقریر میں بلوچستان کی آزادی کا اعلان کر دیا۔آزادی کے اعلان کے بعد وہاں عام انتخابات کرائے گئے ۔نیشنل پارٹی نے ان انتخابات میں بھاری اکثریت سے کامیابی حاصل کی اور نوابزادہ ایم اسلم قلات کو آزاد بلوچستان کا وزیر اعظم مقرر کیا گیا۔ آزاد بلوچستان کی حکومت بنی تو اس میں بھی دو ایوان تھے، ایک ''دارالعوام'' اور دوسرا ''دارالامراء'' کہا جاتا تھا۔جیسے ہمارے ہاں قومی اسمبلی اور سینیٹ ہیں، برطانیہ میں ہاؤس آف لارڈز اور ہاؤس آف کامن ہے ......اسی طرح ہندوستان میں لوک سبھا اور راجیہ سبھا کے نام سے دو ایوان ہیں۔ یہ تو پوری دنیا میں ہوتا ہے امریکہ میں کانگریس بھی ہے اور سینیٹ بھی ہے۔شائد بہت سے لوگوں کو یہ بات معلوم نہیں ہوگی کہ اس وقت پاکستان کے دارالحکومت کراچی میں ایک آزاد اور خود مختار ریاست کی حیثیت سے ریاست قلات کا باقاعدہ سفارت خانہ بھی قائم تھا جس پر آزاد ریاست قلات کا جھنڈا بھی لہراتا تھا۔

ریاست قلات کو پاکستان میں شامل کرانے کیلئے دباؤ

قائداعظم محمد علی جناح اور خان آف قلات کے درمیان طے ہونے والے معاہدے کے تحت دونوں ریاستوں کے آئندہ معاملات پر حکومت پاکستان کے حکام سے گفتگو کے لئے ستمبر 1947 میں قلات کے وزیر اعظم نوابزادہ ایم اسلم اور وزیر خارجہ ڈی وائی فیل اس وقت کے دارالحکومت کراچی آئے لیکن اس گفتگو میں پاکستان کے حکام کی جانب سے ان پر دباؤ ڈالا گیا کہ ریاست قلات، پاکستان سے الحاق کرے۔ یہاں سے معاملہ ٹرن ہونا شروع ہوا۔ حالانکہ قائداعظم 4 اگست 1947ء کو قلات کو ایک آزاد اور خودمختار ریاست تسلیم کر چکے تھے لیکن اب ان کی جانب سے کہا جانے لگا کہ قلات کو پاکستان میں شامل کیا جائے۔ اس وقت کی فوج اور اسٹیبلشمنٹ کے دباؤ میں آکر اکتوبر 1947 میں قائداعظم نے خان آف قلات پر دباؤ ڈالا اور انہیں صاف کہہ دیا کہ ریاست قلات کو پاکستان سے الحاق کرنا ہوگا۔ ایسا قائداعظم خود نہیں کہہ رہے تھے بلکہ ان سے بھی کہلوایا جا رہا تھا اور اس دباؤ کے پیچھے بھی وردی تھی۔ حالانکہ قائداعظم نے فوجیوں کو بہت سمجھایا لیکن فوجیوں کی سمجھ میں نہیں آیا۔ شائد اسلئے کہ فوجیوں میں شعور نہیں ہوتا ہے اور جن میں شعور ہوتا ہے وہ محب وطن بن کے خاموش بیٹھے رہتے ہیں۔

اکتوبر 1947ء میں خان آف قلات میر احمد یار خان قائداعظم کی دعوت پر کراچی آئے تا کہ ریاست قلات اور پاکستان کے درمیان طے شدہ معاہدوں پر بات کی جائے اور اس پر دستخط کئے جائیں لیکن اس دورے میں معاہدے پر بات کرنے کے

بجائے خان آف قلات سے دوبارہ کہا گیا کہ وہ پاکستان سے الحاق کریں ۔خان آف قلات نے اس سے انکار کر دیا اور جواب دیا کہ بلوچستان مختلف قبائل کا وطن ہے لہٰذا وہ اس بارے میں خود کوئی فیصلہ نہیں کر سکتے ،اس سلسلے میں پہلے وہ ریاست قلات کی منتخب پارلیمنٹ سے بات کریں گے اور ان کی رائے کی روشنی میں ہی اس بارے میں کوئی فیصلہ کریں گے۔

قلات اسمبلی کی پاکستان میں شمولیت کے خلاف قرارداد

خان آف قلات نے ریاست قلات کی پاکستان میں شمولیت کے بارے میں رائے لینے کیلئے 12 دسمبر 1947ء کو ریاست قلات کی پارلیمنٹ کے ایوان زیریں یعنی دارالعوام کا اجلاس بلایا۔ دو روز کے بحث و مباحثہ کے بعد 14 دسمبر 1947ء کو دارالعوام نے پاکستان کے ساتھ الحاق کی تجویز کو متفقہ طور پر مسترد کر دیا۔ پارلیمنٹ میں اور ایک متفقہ قرارداد منظور کی گئی جس میں کہا گیا تھا کہ ریاست قلات کا پاکستان کے ساتھ الحاق کا نہیں بلکہ دوستانہ تعلقات کا معاہدہ ہوسکتا ہے اور یہ ویسے ہی تعلقات ہو سکتے ہیں جیسے کہ دو آزاد و خود مختار ریاستوں کے درمیان تعلقات ہوتے ہیں ۔ 4 جنوری 1948ء کو قلات کی پارلیمنٹ کے ایوان بالا دارالامرا نے بھی ایک قرارداد منظور کی اور پاکستان سے الحاق کی تجویز مسترد کر دی

2 فروری 1948ء کو قائداعظم کی جانب سے قلات کے وزیراعظم نوابزادہ ایم اسلم کو خان آف قلات میر احمد یار خان کیلئے ایک خط دیا گیا اس میں واضح الفاظ میں لکھا تھا

کہ وہ فوری طور پر پاکستان میں شامل ہوجائیں۔ اس دوران پاکستان کی فوج نے ریاست قلات کی دیگر زیلی ریاستوں خاران ،مکران اورلسبیلہ کو دباؤ اورمختلف ہتھکنڈوں کے ذریعے پاکستان سے الحاق پر آمادہ کرلیا۔جس کے بعد خان آف قلات پر پاکستان سے الحاق کیلئے دباؤ بڑھادیا گیا۔تمام تر دباؤ کے باوجود خان آف قلات میر احمد یار خان نے پاکستان سے الحاق کو قبول نہیں کیا اور قلات کو ایک آزاد اور خودمختار ریاست کے طور پر رکھنے کا فیصلہ کیا ۔21 فروری 1948ء کو ایک بار پھر قلات کے ایوان زیریں دارالعوام نے پاکستان سے الحاق نہ کرنے اور پاکستان سے مستقبل میں تعلقات کے حوالے سے معاہدے کرنے کیلئے مذاکرات کرنے کا فیصلہ کیا۔

قلات پر فوج کا حملہ اور گن پوائنٹ پر پاکستان میں شمولیت

9 مارچ 1948 کو خان آف قلات کو قائداعظم کا ایک خط موصول ہوا جس میں انہوں نے مذاکرات سے معذوری ظاہر کرتے ہوئے کہا کہ اب وہ ریاست قلات سے ذاتی طور پر مذاکرات نہیں کرسکتے ،اب یہ معاملات حکومت پاکستان دیکھے گی۔قائداعظم نہ صرف پاکستان کے بانی تھے بلکہ وہ گورنر جنرل کی حیثیت سے ملک کے اعلیٰ ترین منصب پر فائز تھے لیکن اس کے باوجود وہ فوج کے آگے بے بس تھے۔ چنانچہ قائداعظم نے ریاست قلات کے مستقبل کے حوالے سے براہ راست مذاکرت کرنے کے بجائے ایک فوجی افسر کرنل ایس بی شاہ کو مقرر کردیا ۔ فوجی قیادت کے فیصلے کے تحت 26 مارچ 1948ء کو پاکستانی فوج کو بلوچستان کے ساحلی علاقوں پسنی ،جیوانی اور تربت بھیج دیا گیا۔

اگلے روز یعنی 27 مارچ کو ریاست قلات کو چاروں طرف سے فوج نے محصور کرلیا۔ یکم اپریل 1948ء کوفوج نے خان آف قلات کے محل پر حملہ کردیا، اس حملے میں محل کی مسجد کے مینار بھی شہید ہوگئے ۔فوج نے سردار احمد یار خان سے گن پوائنٹ پر پاکستان سے الحاق کی دستاویز پر دستخط کرالئے، انہیں طاقت کے زور پر پاکستان سے الحاق کرنے پر مجبور کیا گیااور ادھر دارالحکومت کراچی سے سرکاری طور پر یہ اعلان کردیا گیا کہ خان آف قلات اپنی ریاست کو پاکستان میں شامل کرنے پر راضی ہوگئے ہیں۔

یہ ہے آج کی آخری بات ...... بلوچ نوجوانو! میں آپ کی رائے کا منتظر رہوں گا۔ میں آپ کو تاریخ کے ایسے ایسے حقائق بتاؤں گا......ایسی تصاویر اور ثبوت وشواہد دکھاؤں گا جو آپ نے پہلے کبھی نہیں دیکھے ہونگے۔

میرے پیارے بلوچو! میں تمہارے جواب کا منتظر ہوں ...... میں تمہارا ہوں ...... الطاف حسین کو اپنا بھائی سمجھو۔

☆☆☆☆☆

بلوچستان کا قدیم نقشہ 1758 - 1794

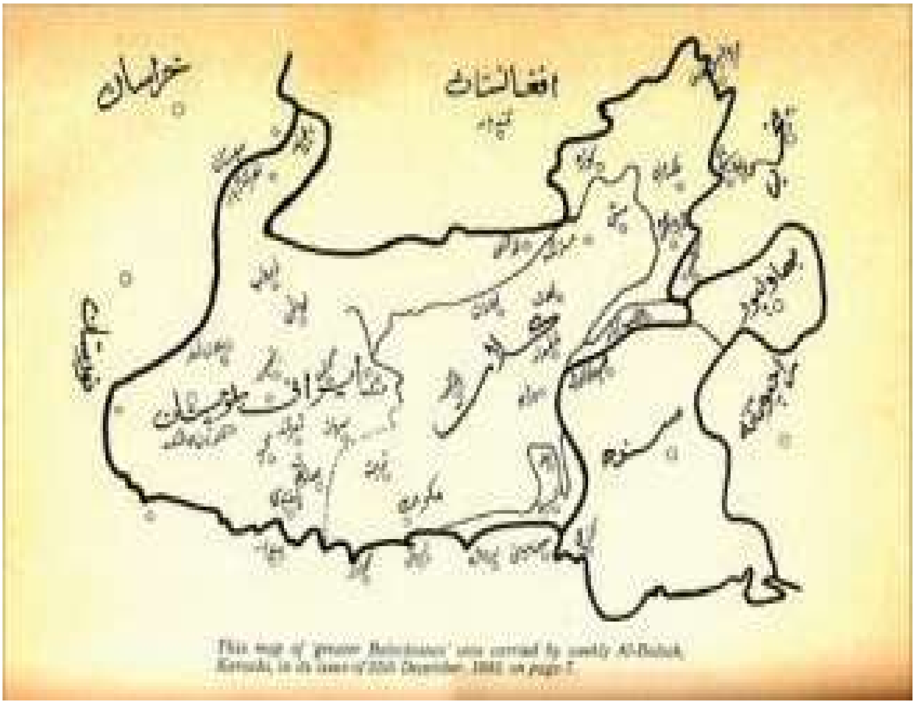

بلوچستان کی ریاست قلات کا قدیم نقشہ

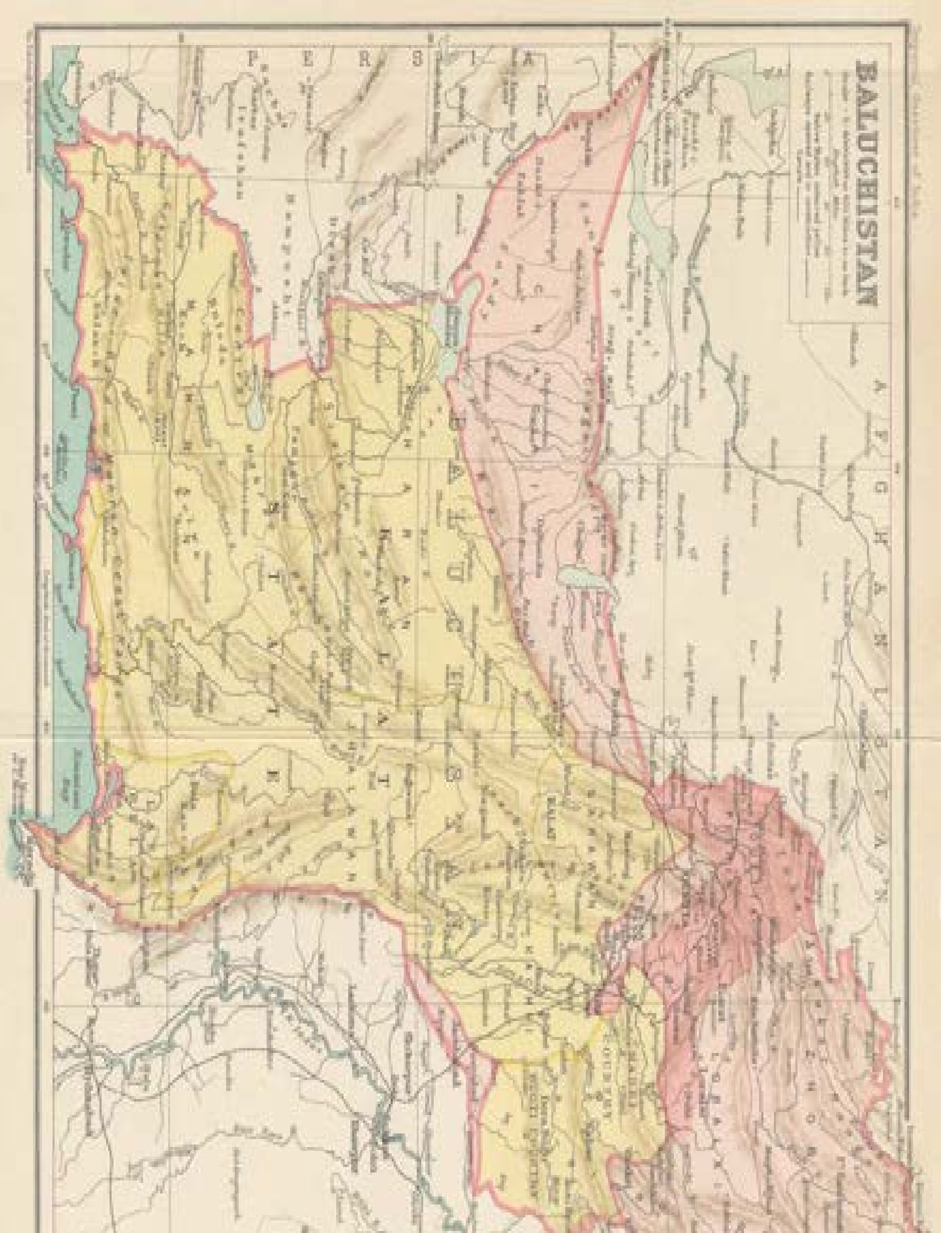

قیام پاکستان کے بعد ریاست قلات کا نقشہ

TREATY OF JACOBABAD, 8 DECEMBER 1876, BETWEEN THE BRITISH GOVERNMENT AND KHUDADAD KHAN

Whereas it has become expedient to renew the treaty of 1854 between the British Government and Nusseer Khan, Khan of Khelat, the following articles are agreed upon... on behalf of the British Government on the one hand and His Highness Meer Khodadad Khan, Khan of Khelat, on the other.

Article I

The treaty concluded between the British Government and Meer Nusseer Khan, Khan of Khelat, on the 14th of May 1854 is hereby renewed and reaffirmed.

Article II

There shall be perpetual friendship between the British Government and Meer Khodadad Khan, Khan of Khelat, his heirs and successors.

Article III

Whilst on his part Meer Khodadad Khan, Khan of Khelat, binds himself, his heirs and successors, and Sirdars to observe faithfully the provisions of Article Three of the Treaty of 1854, the British Government on its part engages to respect the independence of Khelat, and to aid the Khan in case of need, in the maintenance of a just authority and the protection of his territories from external attack, by such means as the British Government at the moment deems expedient.

ریاست قلات کے سربراہ خان آف قلات میر خداداد خان اور سلطنت برطانیہ کے درمیان ہونے والا

"معاہدہ جیکب آباد" (8 دسمبر 1876ء)

Article IV

For the further consolidation of the friendship herewith renewed and reaffirmed between the two Governments, it is agreed that the British Agents and suitable escorts shall be duly accredited by the British Governments to reside permanently at the Court of the Khan and elsewhere in the Khan's dominions and, on the other hand, that a suitable representative shall be duly accredited by his Highness to the Government of India.

Article V

It is hereby agreed that should any dispute, calculated to disturb the peace of the country, arise hereafter between the Khan and the Sirdars of Khelat, the British Agent at the Court of his Highness shall in the first place use his good offices to effect by friendly advice and amicable settlement between them, failing which the Khan will, with the consent of the British Government, submit such dispute to its arbitration, and accept and faithfully execute its award.

Article VI

Whereas the Khan of Khelat has expressed a desire on the part of himself and his Sirdars for the presence in his country of a detachment of British troops, the British Government, in accordance with the provisions of Article Four of the Treaty of 1854, and in recognition of the intimate relations existing between the two countries, hereby assents to the request of his Highness, on condition that troops shall be stationed in such positions as the British Government may deem expedient, and be withdrawn at the pleasure of that Government.

Article VII

It is also agreed that such lines of telegraph or railway as may be beneficial to the interests of the two Governments shall be from time to time be constructed by the British Government in the territories of the Khan, provided that the conditions of such construction be a matter of previous arrangement between that Government and the Government of his Highness.

Article VIII

There shall be entire freedom of trade between the State of Khelat and the territories of the British Government, subject to such conditions as the British

Authentic history now begins, and the following is a list of the rulers, with approximate dates of their accession:—

1. Mīr Ahmad I, 1666–7.
2. Mīr Mehrāb, 1695–6.
3. Mīr Samandar, 1697–8.
4. Mīr Ahmad II. 1713–4.
5. Mīr Abdullah, 1715–6.
6. Mīr Muhabbat, 1730–1.
7. Mīr Muhammad Nasīr Khān I, 1750–1.
8. Mīr Mahmūd Khān I, 1793–4.
9. Mīr Mehrāb Khān, 1816–7.
10. Mīr Shāh Nawāz Khān, 1839.
11. Mīr Nasīr Khān II, 1840.
12. Mīr Khudādād Khān, 1857. From March, 1863, to May, 1864, the *masnad* was usurped by Khudādād Khān's cousin, Sherdil Khān.
13. Mīr Mahmūd Khān II, 1893. (The ruling Khān.)

The rulers of Kalāt were never fully independent. There was always, as there is still, a paramount power to whom they were subject. In the earliest times they were merely petty chiefs; later they bowed to the orders of the Mughal emperors of Delhi and to the rulers of Kandahār, and supplied men-at-arms on demand. Most peremptory orders from the Afghān rulers to their vassals of Kalāt are still extant, and the predominance of the Sadozais and Bārakzais was acknowledged so late as 1838. It was not until the time of Nasīr Khān I that the titles of *Beglar Begi* (Chief of Chiefs) and *Wāli-i-Kalāt* (Governor of Kalāt) were conferred on the Kalāt ruler by the Afghān kings.

Gibbon's description of the history of Oriental dynasties, as 'one unceasing round of valour, greatness, discord, degeneracy, and decay,' applies well to the Ahmadzais. For the first 150 years, up to the death of Mīr Mahmūd Khān I, a gradual extension of power took place and the building up of a constitution which, looking at the condition of the country, is a marvel of political sagacity and practical statesmanship. A period of social ferment, anarchy, and rebellion succeeded, in which sanguinary revolts rapidly alternated with the restoration of a power ruthless in retaliation, until at length the British Government was forced to interfere.

As the Mughal power decayed, the Ahmadzai chiefs found themselves freed in some degree from external interference. The first problem that presented itself was to secure mutual cohesion and co-operation in the loose tribal organization of the state, and this was effected by adopting a policy of parcelling out a portion of all conquests among the poverty-stricken highlanders. Thus all gained a vested interest in the welfare of the community, while receiving provision for their maintenance. A period of expansion then commenced. Mīr Ahmad made successive descents on the plains of Sibi. Mīr Samandar extended his raids to Zhob, Bori, and Thal-Chotiāli, and levied an annual sum of Rs. 40,000 from the Kalhoras of Sind. Mīr Abdullah, the greatest

ریاست قلات کے حکمراں۔ تاریخ سے
متعلق ایک کتاب سے اقتباس

conqueror of the dynasty, turned his attention westward to Makrān, while in the north-east he captured Pishīn and Shorāwak from the Ghilzai rulers of Kandahār. He was eventually slain in a fight with the Kalhoras at Jāndrihar near Sanni in Kachhi.

During the reign of Mīr Abdullah's successor, Mīr Muhabbat, Nādir Shāh rose to power; and the Ahmadzai ruler obtained through him in 1740 the cession of Kachhi, in compensation for the blood of Mīr Abdullah and the men who had fallen with him. The Brāhuis had now gained what highlanders must always covet, good cultivable lands; and, by the wisdom of Muhabbat Khān and of his brother Nasīr Khān, certain tracts were distributed among the tribesmen on the condition of finding so many men-at-arms for the Khān's body of irregular troops. At the same time much of the revenue-paying land was retained by the Khān for himself.

The forty-four years of the rule of Nasīr Khān I, known to the Brāhuis as 'The Great,' and the hero of their history, were years of strenuous administration and organization interspersed with military expeditions. He accompanied Ahmad Shāh in his expeditions to Persia and India, while at home he was continuously engaged in the reduction of Makrān, and, after nine expeditions to that country, he obtained from the Gichkīs the right to the collection of half the revenues. A wise and able administrator, Nasīr Khān was distinguished for his prudence, activity, and enterprise. He was essentially a warrior and a conqueror, and his spare time was spent in hunting. At the same time he was most attentive to religion, and enjoined on his people strict attention to the precepts of the Muhammadan law. His reign was free from those internecine conflicts of which the subsequent story of Kalāt offers so sad a record.

The reign of Nasīr Khān's successor, Mīr Mahmūd Khān, was distinguished by little except revolts. In 1810 Pottinger visited his capital and has left a full record of his experiences [1].

The reign of Mīr Mehrāb Khān was one long struggle with his chiefs, many of whom he murdered. He became dependent on men of the stamp of Mullā Muhammad Hasan and Saiyid Muhammad Sharīf, by whose treachery, at the beginning of the first Afghān War, Sir William Macnaghten and Sir Alexander Burnes were deceived into thinking that Mehrāb Khān was a traitor to the British; that he had induced the tribes to oppose the advance of the British army through the Bolān Pass; and that finally, when Sir Alexander Burnes was returning from a mission to Kalāt, he had caused a robbery to be committed on the party, in the course of which an agreement, which had been executed between the envoy and the Khān, was carried off. This view determined the diversion of Sir Thomas Willshire's brigade from Quetta to attack

[1] Henry Pottinger, *Travels in Beloochistan and Sinde* (1816).

ریاست قلات کے حکمرانوں کی تاریخ کے بارے میں برطانوی مصنف Henry Pottinger

کی کتاب Travels in Balochistan and Sind (1816) سے اقتباس۔

خان آف قلات میر خداداد خان احمد زئی بلوچ (1877ء)

ریاست قلات کے حکمراں میر محمد خان دوئم (1893ء)

خان آف قلات میر خداداد خان احمد زئی بلوچ اپنے رفقاء کے ہمراہ (1877ء)

ریاست قلات کے حکمراں میر محمد خان دوئم اپنے رفقاء کے ہمراہ

KELAT—THE RESIDENCE OF THE AMEER OF BALUCHISTAN

قلات میں امیر بلوچستان کی قدیم رہائش گاہ

KELAT—GATE OF THE OUTER WALL

قلات میں بیرونی دروازہ کا گیٹ

قیام پاکستان کے وقت ریاست بلوچستان کا نقشہ

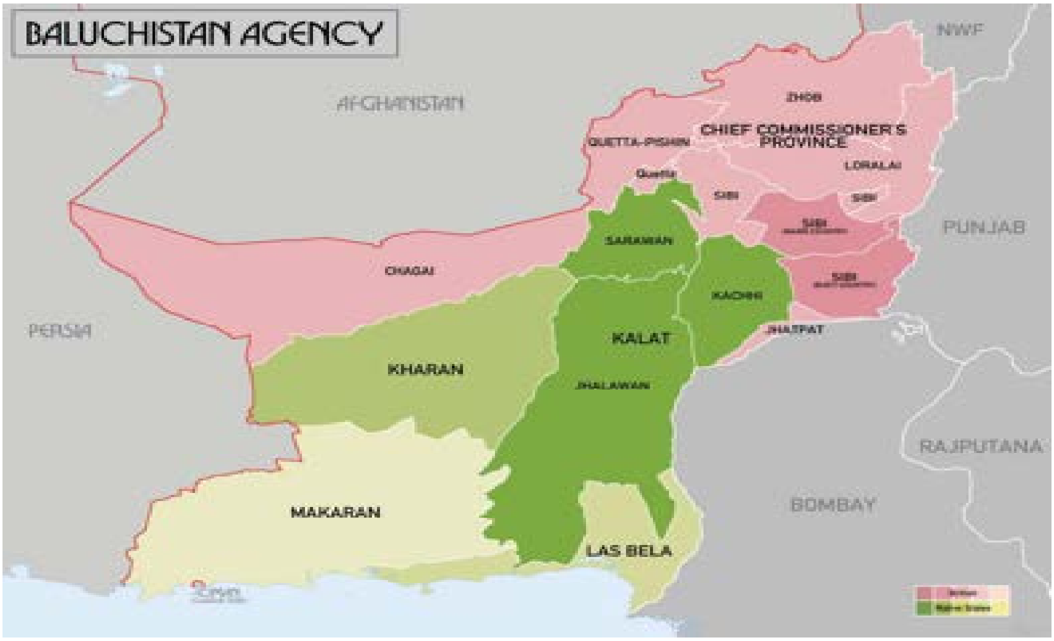

برٹش راج میں ریاست قلات کا نقشہ جس میں ریاست میں شامل ریاستیں اوران کا علاقہ واضح ہے۔

Mir Ahmed Yar Khan Ahmadzai Baloch
Ruler of Balochistan
1933 TO 1955

ریاست قلات کے حکمراں میر احمد یار خان احمد زئی بلوچ (1955 - 1933)

ریاست قلات کے مستقبل کے حوالے سے اگست 1947ء میں تاج برطانیہ کے نمائندے اور بانی پاکستان محمد علی جناح سے خان آف قلات میر احمد یار خان کے کراچی میں ہونے والے مذاکرات کے موقع پر لی گئی ایک خصوصی تصویر

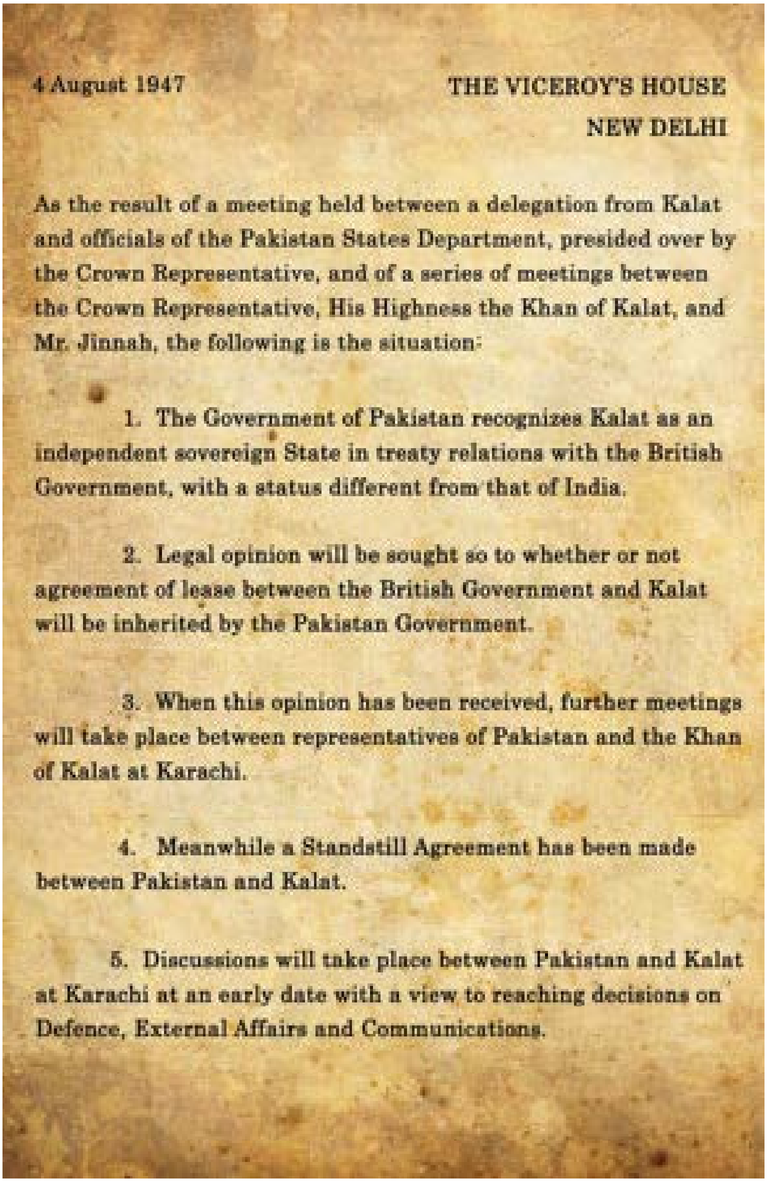

4 August 1947

THE VICEROY'S HOUSE
NEW DELHI

As the result of a meeting held between a delegation from Kalat and officials of the Pakistan States Department, presided over by the Crown Representative, and of a series of meetings between the Crown Representative, His Highness the Khan of Kalat, and Mr. Jinnah, the following is the situation:

1. The Government of Pakistan recognizes Kalat as an independent sovereign State in treaty relations with the British Government, with a status different from that of India.

2. Legal opinion will be sought so to whether or not agreement of lease between the British Government and Kalat will be inherited by the Pakistan Government.

3. When this opinion has been received, further meetings will take place between representatives of Pakistan and the Khan of Kalat at Karachi.

4. Meanwhile a Standstill Agreement has been made between Pakistan and Kalat.

5. Discussions will take place between Pakistan and Kalat at Karachi at an early date with a view to reaching decisions on Defence, External Affairs and Communications.

ریاست قلات کے مستقبل کے حوالے سے تاج برطانیہ کے نمائندے اور محمد علی جناح اور خان آف قلات میر احمد یار خان کے مذاکرات کے بعد نئی دہلی میں وائسرائے ہاؤس سے جاری ہونے والا اعلامیہ

New Status for Kalat

KARACHI, Aug. 11 (AP)—Among the congratulatory messages read to the Pakistan assembly today was one from United States Secretary of State George C. Marshall.

An announcement from New Delhi said that Kalat, Moslem State in Baluchistan, had reached an agreement with Pakistan for free flow of communications and commerce, and would negotiate for decisions on defense, external affairs and communications. Under the agreement Pakistan recognizes

Kalat as an independent sovereign state with a status different from that of the Indian States.

The New York Times

Published: August 12, 1947

Copyright © The New York Times

ریاست قلات کے مستقبل کے حوالے سے پاکستان اور ریاست قلات کے مابین طے ہونے والے معاہدے کے بارے میں نیو یارک ٹائمز میں 12 اگست 1947ء کو شائع ہونے والی خبر کا عکس۔ اس خبر کی آخری سطروں میں واضح طور پر کہا گیا ہے کہ قلات ایک آزاد اور خود مختار ریاست ہوگی۔

آزاد ریاست قلات کا پرچم

ریاست قلات میں شامل ریاست خاران کا پرچم

ریاست قلات میں شامل ریاست لسبیلہ کا پرچم

خان آف قلات کا شاہی محل

خان آف قلات کے محل کے ساتھ قائم شاہی مسجد

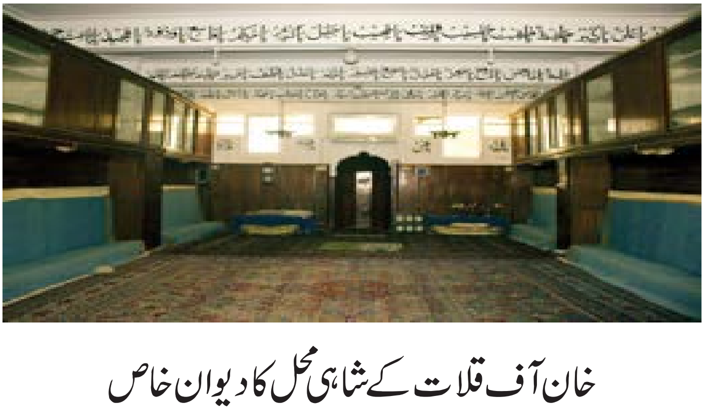

خان آف قلات کے شاہی محل کا دیوان خاص

آزاد ریاست قلات کی کرنسی کا ایک سکہ

آزاد ریاست قلات کی کرنسی کا ایک آنہ

QUAID-E-AZAM WITH KHAN OF KALAT

خان آف قلات میر احمد یار خان کی کراچی میں قائداعظم محمد علی جناح سے ملاقات

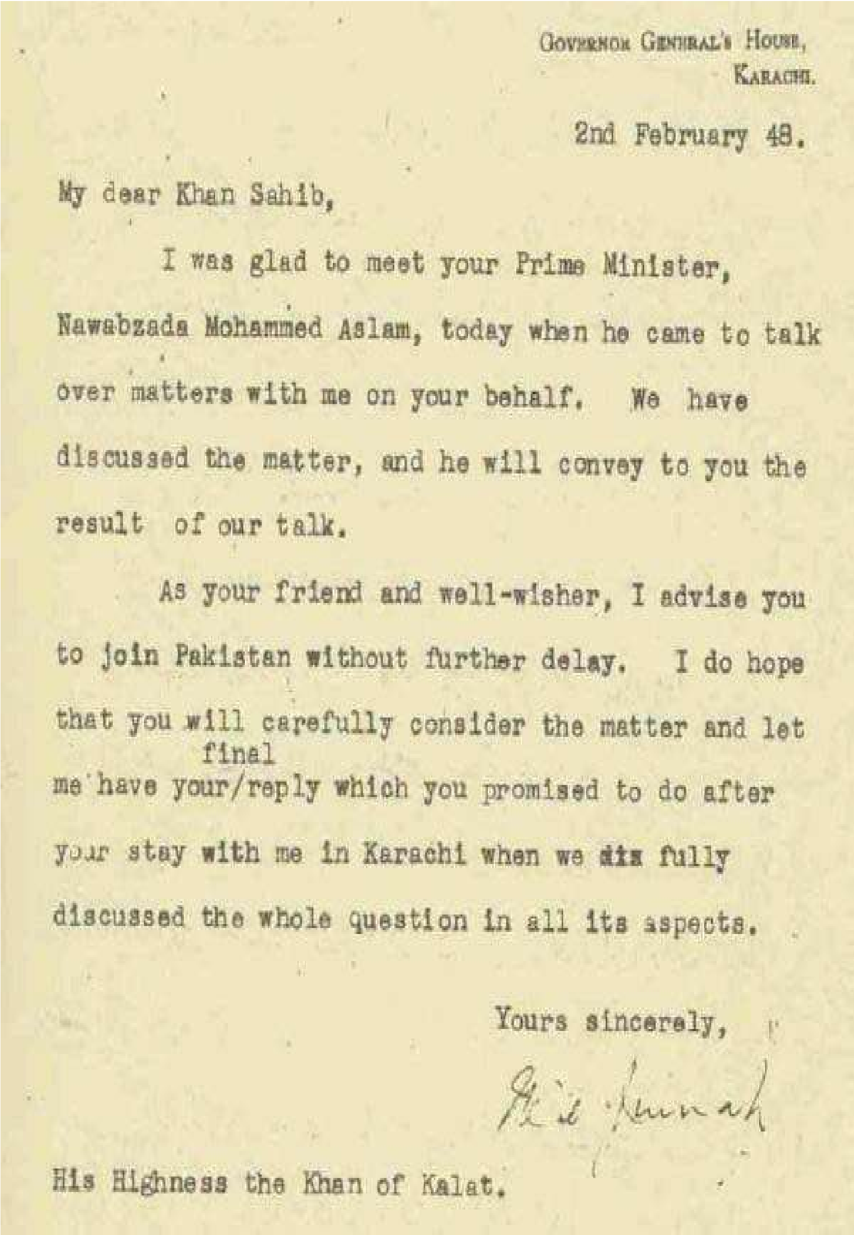

GOVERNOR GENERAL'S HOUSE,
KARACHI.

2nd February 48.

My dear Khan Sahib,

I was glad to meet your Prime Minister, Nawabzada Mohammed Aslam, today when he came to talk over matters with me on your behalf. We have discussed the matter, and he will convey to you the result of our talk.

As your friend and well-wisher, I advise you to join Pakistan without further delay. I do hope that you will carefully consider the matter and let me have your/final reply which you promised to do after your stay with me in Karachi when we did fully discussed the whole question in all its aspects.

Yours sincerely,

M A Jinnah

His Highness the Khan of Kalat.

بانی پاکستان محمد علی جناح کی جانب سے خان آف قلات میر احمد یار خان
کو بھیجا جانے والا خط۔ (2 فروری 1948ء)

خان آف قلات میر احمد یار خان کی کراچی میں قائداعظم محمد علی جناح سے ایک اور ملاقات۔